سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ ۷۴ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰيَاتُهَا ۵۶ رُكُوْعَاتُهَا ۲
سورہ مدثر مکہ میں نازل ہوئی، اور اس	شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے	میں چھپن ۵۶ آیتیں اور دو ۲ رکوع

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا

اے لحاف میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے ف۲ اور اپنے رب کی بڑائی بول ف۳ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ ف۴ اور ایسا

تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى

نہ کر کہ احسان کرے اور بدلا بہت چاہے اور اپنے رب سے امید رکھ ف۵ پھر جب بجنے لگے وہ کھوکھری چیز ف۶ پھر وہ اس دن مشکل دن ہے ف۷ منکروں پر

الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝۱۲ وَّبَنِيْنَ

نہیں آسان ف۸ چھوڑ دے مجھ کو اور اس کو جس کو میں نے بنایا اکیلا ف۹ اور دیا میں نے اس کو مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں

شُهُوْدًا ۝۱۳ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝۱۵ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝۱۶ سَاُرْهِقُهٗ

بیٹھنے والے ف۱۰ اور تیاری کر دی اس کو خوب تیاری ف۱۱ پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں ف۱۲ ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف ف۱۳ اب اس سے چڑھواؤں

صَعُوْدًا ۝۱۷ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝۱۸ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۱۹ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝۲۰ ثُمَّ نَظَرَ ۝۲۱

بڑی چڑھائی ف۱۴ اس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرا لیا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا ف۱۵ پھر نگاہ کی

(۱) اس کے لیے سورۂ "مزمل" کا پہلا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۲) انذار کا حکم | یعنی وحی کے ثقل اور فرشتہ کی ہیبت سے آپ کو گھبرانا اور ڈرنا نہیں چاہیے۔ آپ کا کام تو یہ ہے کہ سب آرام و چین چھوڑ کر دوسروں کو خدا کا خوف دلائیں، اور کفر و معصیت کے برے انجام سے ڈرائیں۔

(۳) کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے ہی سے اس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جس کی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیے۔ بہرحال اس کے کمالات و انعامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام ہے۔

(۴) کپڑوں کی ظاہری اور باطنی طہارت | اس سورت کے نازل ہونے پر حکم ہوا کہ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں۔ پھر نماز وغیرہ کا حکم ہوا۔ نماز کے لیے شرط ہے کہ کپڑے پاک ہوں اور گندگی سے احتراز کیا جائے۔ ان چیزوں کو یہاں بیان فرما دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب کپڑوں کا حسی و معنوی

۱ کے ۲ حکم کی راہ دیکھ ۳ اکیلا

نجاستوں سے پاک رکھنا ضروری ہے تو بدن کی پاکی بطریق اولیٰ ضروری ہوگی۔ اس لیے اس کے بیان کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعض علماء نے کپڑوں کے پاک رکھنے سے نفس کا بُرے اخلاق سے پاک رکھنا مراد لیا ہے۔ اور گندگی سے دور رہنے کے معنی یہ لیے ہیں کہ بتوں کی گندگی سے دور رہیے۔ جیسے اب تک دور رہیں۔ بہرحال آیۂ ہذا میں طہارت ظاہری و باطنی کی تاکید مقصود ہے۔ کیونکہ بدون اس کے رب کی بڑائی کما حقہ، دلنشین نہیں ہو سکتی۔

(۵) **احسان کا بدلہ مت چاہو** یہ ہمت اور اولوالعزمی سکھلائی کہ جو کسی کو دے (روپیہ پیسہ یا علم و ہدایت وغیرہ) اُس سے بدلا نہ چاہیے محض اپنے رب کے دیئے پر شاکر و صابر رہو اور جو شدائد دعوت و تبلیغ کے راستہ میں پیش آئیں اُن کو اللہ کے واسطے صبر و تحمل سے برداشت کر، اور اسی کے حکم کی راہ دیکھ کہ یہ عظیم الشان کام بدون اعلیٰ درجہ کی حوصلہ مندی اور صبر و استقلال کے انجام نہیں پائیگا۔ ان آیتوں کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے لیکن احقر کے خیال میں یہی بے تکلف ہے۔

(۶) یعنی صور پھونکا جائے۔

(۷) **مشکل دن** یعنی اس دن کے واقعات میں سے صور کا پھونکا جانا گویا ایک مستقل دن ہے جو سرتاپا مشکلات اور سختیوں سے بھرا ہوگا۔

(۸) یعنی منکروں پر کسی طرح کی آسانی نہ ہوگی بلکہ اُس دن کی سختی دمبدم اُن پر بڑھتی جائیگی۔ بخلاف مومنین کے کہ اگر سختی بھی دیکھینگے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کردی جائیگی۔

(۹) **ولید بن مغیرہ** ہر انسان ماں کے پیٹ سے اکیلا اور جریدہ آتا ہے۔ مال، اولاد، فوج، لشکر، سامان وغیرہ کچھ ساتھ نہیں لاتا۔ یا "وحید" سے مراد خاص ولید بن مغیرہ ہو جس کے بارہ میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور دنیوی ثروت و لیاقت کے اعتبار سے عرب میں فرد اور یکتا سمجھا جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں جلدی نہ کیجیے، نہ ان کو مہلت ملنے سے تنگدل ہوں بلکہ اُن کا قصہ میرے سپرد کرو۔ میں سب کا بھگتان کر دونگا۔ آپ کو غمگین و پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) **حاضر باش بیٹوں کی نعمت** یعنی مال و اولاد کا پھیلاوا بہت ہوا۔ دسوں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور محفلوں میں باپ کی توقیر بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے۔ تجارتی کاروبار اور دوسرے کام کاج کے لیے نوکر چاکر بہت تھے۔ ضرورت نہیں تھی کہ بیٹے باپ کی نظر سے غائب ہوں۔

(۱۱) یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی اور مسند حکومت و ریاست اچھی طرح تیار کردی۔ چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اُسی کی طرف رجوع کرتے اور اس کو اپنا حاکم جانتے تھے۔

(۱۲) **ولید کی حرص مال اور ناشکری** یعنی باوجود کثرت نعمت و ثروت کے کبھی حرف شکر زبان سے نہ نکلا۔ بلکہ ہمیشہ بت پرستی اور زیادہ مال جمع کرنے کی حرص میں منہمک رہتا۔ اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اُس کے سامنے بہشت کی نعمتوں کا ذکر فرماتے تو کہتا تھا کہ اگر یہ شخص اپنے بیان میں سچا ہے تو یقین کامل ہے کہ وہاں کی نعمتیں بھی مجھے ہی ملیں گی۔ اس کو فرماتے ہیں کہ باوجود اس قدر ناشکری اور حق ناشناسی کے یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا و آخرت کی نعمتیں اور زیادہ دے گا۔

(۱۳) **ولید کا زوال** یعنی جب وہ منعم حقیقی کی آیتوں کا مخالف ہے تو اُسے ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ ایسی توقع باندھے اور خیالی پلاؤ پکائے۔ کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد پے بہ پے اُس کے مال و اسباب میں نقصان ہونا شروع ہوا۔ آخر فقیر ہو کر ذلت کے ساتھ مرگیا۔

(۱۴) یعنی ابھی اُس کو بہت بڑی چڑھائی چڑھنا اور سخت ترین مصائب میں گرفتار ہونا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ "صعود" دوزخ میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ہمیشہ چڑھائیں گے اور گرائیں گے یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہے (تنبیہ) ولید ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا۔ جس سے کسی قدر متاثر ہوا۔ مگر ابوجہل نے اس کو ورغلایا اور قریش میں چرچا ہونے لگا کہ اگر ولید مسلمان ہوگیا تو بڑی خرابی ہوگی۔ غرض سب جمع ہوئے اور آپ کے بارے میں گفتگو ہوئی کسی نے کہا شاعر ہیں کسی نے کاہن بتلایا۔ ولید بولا کہ میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سنی ہیں، قرآن نہ شعر ہے نہ کہانت لوگوں نے کہا کہ آخر تیری کیا رائے ہے۔ کہنے لگا ذرا سوچ لوں۔ آخر تیوری بدل کر اور منہ بنا کر کہا کچھ نہیں جادو ہے جو بابل والوں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ حالانکہ پیشتر قرآن سن کر کہہ چکا تھا کہ یہ سحر بھی نہیں نہ دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ کا کلام ہے مگر محض برادری کو خوش کرنے کے لیے اب یہ بات بنادی۔ آگے اسی گفتگو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱۵) ولید کا قرآن کو جادو کہنا اور تکبر | یعنی بدبخت نے دل میں سوچ کر ایک بات تجویز کی کہ قرآن جادو ہے۔ خدا غارت کرے کیسی مہمل تجویز کی پھر خدا غارت کرے کہ اپنی قوم کے جذبات کے لحاظ سے کیسی برمحل تجویز نکالی جس کو سن کر سب خوش ہوجائیں۔

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾

پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا[1] پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا پھر بولا اور کچھ نہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے آدمی کا ف۱۶

سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا

اب اس کو ڈالوں گا آگ میں ف۱۷ اور تو کیا سمجھا کیسی ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے ف۱۸ جلا دینے والی ہے آدمیوں کو[2] ف۱۹ اس پر مقرر

تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا

ہیں انیس فرشتے ف۲۰ اور ہم نے جو رکھے ہیں دوزخ پر داروغہ وہ فرشتے ہی ہیں ف۲۱ اور ان کی جو گنتی رکھی ہے سو جانچنے کو منکروں کے ف۲۲

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَ

تاکہ یقین کرلیں وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب اور بڑھے ایمانداروں کا ایمان اور دھوکا نہ کھائیں جن کو ملی ہے کتاب اور

الْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ

مسلمان ف۲۳ اور تاکہ کہیں وہ لوگ کہ جن کے دل میں روگ ہے اور منکر ف۲۴ کیا غرض تھی اللہ کو اس مثل سے ف۲۵ یوں بچلاتا

ع ۱۵ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾

ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے ف۲۶ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر کو مگر خود وہی ف۲۷ اور وہ تو سمجھانا ہے لوگوں کے واسطے ف۲۸

(۱۶) ولید کے غرور و تکبر کے افعال | یعنی مجمع پر نگاہ ڈالی پھر خوب منہ بنایا۔ تا دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت اور انقباض ہے پھر پیٹھ پھیر لی گویا بہت ہی قابل نفرت چیز کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل اس کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا اب برادری کی خوشنودی کے لیے اس سے پھر گیا۔ آخر نہایت غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا۔ بس اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے اور یقیناً یہ آدمی کا کلام ہے جو جادو بن کر باپ کو بیٹے سے، میاں کو بیوی سے اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتا ہے۔

(۱۷) یعنی عنقریب اس کو آگ میں ڈال کر عناد و تکبر کا مزہ چکھاؤں گا۔

[1] ترش رو ہوا۔ [2] نظر آتی ہے بدن پر۔

(۱۸) اہل جہنم کے جسم کی حالت یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دیگی جو جلنے سے بچ جائے۔ پھر جلانے کے بعد اُس حالت پر بھی نہ چھوڑیگی بلکہ دوبارہ اصلی حالت پر لوٹائے جائیں گے اور جلیں گے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا۔ العیاذ باللہ (تنبیہ) اکثر سلف سے یہی معنی منقول ہیں۔ بعض مفسرین نے دوسری طرح توجیہ کی ہے۔

(۱۹) کھال کی حالت یعنی بدن کی کھال جھلس کر حیثیت بگاڑ دے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جیسے دہکتا لوہا سرخ نظر آتا ہے آدمی کی پنڈلی پر وہ سرخ نظر آئیگی"۔

(۲۰) دوزخ کے انیس۱۹ داروغہ یعنی دوزخ کے انتظام پر جو فرشتوں کا لشکر ہوگا اُس کے افسر انیس۱۹ فرشتے ہونگے۔ جن میں سب سے بڑے ذمہ دار کا نام "مالک" ہے۔ (تنبیہ) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل سے انیس۱۹ کے عدد کی حکمتیں بیان کی ہیں جو قابل دید ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں مجرموں کو عذاب دینے کے لیے انیس قسم کے فرائض ہیں جن میں سے ہر فرض کی انجام دہی ایک ایک فرشتہ کی سرکردگی میں ہوگی۔ کوئی شبہ نہیں کہ فرشتہ کی طاقت بہت بڑی ہے اور ایک فرشتہ وہ کام کر سکتا ہے جو لاکھوں آدمی مل کر نہیں کر سکتے۔ لیکن یاد رہے کہ ہر فرشتہ کی یہ قوت اُسی دائرہ میں محدود ہے جس میں کام کرنے کے لیے وہ مامور ہوا ہے۔ مثلاً ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے۔ مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا۔ حضرت جبریلؑ چشم زدن میں وحی لا سکتے ہیں لیکن پانی برسانا اُن کا کام نہیں۔ جس طرح کان دیکھ نہیں سکتا، آنکھ سُن نہیں سکتی۔ اگرچہ اپنی قسم کے کام کتنے ہی سخت ہوں کر سکتے ہیں۔ مثلاً کان سے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں آوازیں سُن لے اور نہ تھکے، آنکھ ہزاروں رنگ دیکھ لے اور عاجز نہ ہو۔ اسی طرح اگر ایک فرشتہ عذاب کے واسطے دوزخیوں پر مقرر ہوتا اُس سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا تھا۔ دوسری قسم کا عذاب جو اُس کے دائرہ استعداد سے باہر ہے ممکن نہ تھا اس لیے اُنیس قسم کے عذابوں کے لیے (جن کی تفصیل تفسیر عزیزی میں ہے) اُنیس ذمہ دار فرشتے مقرر ہوئے ہیں۔ علماء نے اس عدد کی حکمتوں پر بہت کچھ کلام کیا ہے مگر احقر کے نزدیک حضرت شاہ صاحبؒ کا کلام بہت عمیق و لطیف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۱) اُنیس کے عدد پر کفّار کا استہزاء اور اُس کا جواب اُنیس کا عدد سُن کر مشرکین ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں۔ اُنیس ہمارا کیا کر لیں گے بہت ہوا تو ہم میں سے دس دس اُن کے ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں گے۔ ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو میں اکیلا کافی ہوں، دو کا تم مل کر تیا پانچا کر لینا۔ اُس پر یہ آیت اُتری۔ یعنی وہ انیس تو ہیں مگر آدمی نہیں، فرشتہ ہیں۔ جن کی قوت کا یہ حال ہے کہ ایک فرشتہ نے قوم لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اُٹھا کر پٹک دیا تھا۔

(۲۲) اس عدد میں حکمت ہے یعنی کافروں کو عذاب دینے کے لیے اُنیس کی گنتی خاص حکمت سے رکھی ہے جس کی طرف "علیہا تسعۃ عشر" کے فائدہ میں اشارہ کیا جا چکا ہے، اور اس گنتی کے بیان کرنے میں منکروں کی جانچ ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کون اس کو سُن کر ڈرتا ہے اور کون ہنسی مذاق اڑاتا ہے۔

(۲۳) استیقان اہل کتاب اہل کتاب کو پہلے سے یہ عدد معلوم ہوگا جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے۔ یا کم از کم کتب سماویہ کے ذریعہ اتنا تو جانتے تھے کہ فرشتوں میں کس قدر طاقت ہے۔ اُنیس بھی تھوڑے نہیں۔ اور یہ کہ انواع تعذیب کے اعتبار سے مختلف فرشتے دوزخ پر مامور ہونے چاہئیں۔ یہ کام تنہا ایک کا نہیں بہرحال اس بیان سے اہل کتاب کے دلوں میں قرآن کی حقیت کا یقین پیدا ہوگا۔ اور یہ دیکھ کر مومنین کا ایمان بڑھیگا اور ان دونوں جماعتوں کو قرآن کے بیان میں کوئی شک و تردد نہیں رہیگا نہ مشرکین کے استہزاء و تمسخر سے وہ کچھ دھوکا کھائیں گے۔

(۲۴) "الّذین فی قلوبہم مرض" سے منافقین یا ضعیف الایمان مراد ہیں، اور "الکافرون" سے کھلے ہوئے منکر۔

(۲۵) یعنی اُنیس کے بیان سے کیا غرض تھی۔ بھلا ایسی بے تکی اور غیر موزوں بات کو کون مان سکتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۲۶) یعنی ایک ہی چیز سے بد استعداد آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اور سلیم الطبع راہ پالیتا ہے۔ جسے ماننا مقصود نہ ہو وہ کام کی بات کو ہنسی مذاق میں اُڑا دیتا ہے اور جس کے دل میں خوف خدا اور نور توفیق ہو، اس کے ایمان ویقین میں ترقی ہوتی ہے۔

(۲۷) اللہ کے لشکر | یعنی اللہ کے بیشمار لشکروں کی تعداد اُسی کو معلوم ہے۔ انیس تو صرف کارکنان جہنم کے افسر بتلائے ہیں۔

(۲۸) یعنی دوزخ کا ذکر صرف عبرت ونصیحت کے لیے ہے کہ اُس کا حال سُن کر لوگ غضب الٰہی سے ڈریں اور نافرمانی سے باز آئیں۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾

سچ کہتا ہوں اور قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب روشن ہووے وہ ایک ہے بڑی چیزوں میں کی ف۲۹ ڈرانے والی ہے لوگوں کو

لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي

جو کوئی چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف۳۰ ہر ایک جی اپنے کیے کاموں میں پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں

جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ

میں ہیں مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا حال ف۳۱ تم کاہے سے جا پڑے دوزخ میں ف۳۲ وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ

نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ

تھے کھانا کھلاتے محتاج کو اور ہم تھے باتوں میں دھنستے دھنسنے والوں کیساتھ اور ہم تھے جھٹلاتے انصاف کے دن کو یہاں تک کہ

أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾

آ پہنچی ہم پر وہ یقینی بات ف۳۳ پھر کام نہ آئیگی اُنکے سفارش سفارش کرنیوالوں کی ف۳۴ پھر کیا ہوا ہے ان کو کہ نصیحت سے مُنہ موڑتے ہیں ف۳۵

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا

گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے بھاگے ہیں غل مچانے سے ف۳۶ بلکہ چاہتا ہے ہر ایک مرد اُن میں کا کہ ملیں اُس کو ورق

مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا

کھلے ہوئے ف۳۷ ہرگز نہیں ف۳۸ پر وہ ڈرتے نہیں آخرت سے ف۳۹ کوئی نہیں یہ تو نصیحت ہے ف۴۰ پھر جو کوئی چاہے اُس کو یاد کرے ف۴۱ اور وہ یاد جبھی کریں کہ

أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

چاہے اللہ ف۴۲ وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی ہے بخشنے کے لائق ف۴۳

(۲۹) یعنی جو بڑی بڑی ہولناک اور عظیم الشان چیزیں ظاہر ہونے والی ہیں، دوزخ اُن میں کی ایک چیز ہے۔

(۳۰) آگے بڑھے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا۔ بہر حال مقصود یہ ہے کہ دوزخ سب مکلفین کے حق میں بڑے ڈراوے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب ونتائج قیامت میں ظاہر ہونگے۔ اس لیے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے۔ چنانچہ چاند کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے نشوونما اور اضمحلال وفنا کا اسی طرح

۱ وہ دوزخ۔ ۲ بحث کرتے بحث کرنیوالوں کے ساتھ۔ ۳ شیر سے۔

اس عالم دنیا کو عالم آخرت کے ساتھ حقائق کے اختفاء وانکشاف میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ۔ گویا اس عالم کا ختم ہو جانا رات کے گذر جانے اور اُس عالم کا ظہور نور صبح کے پھیل جانے کے مشابہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۱) داہنے ہاتھ والے | یعنی جو لوگ میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے داہنی طرف سے نکلے تھے اور دنیا میں بھی سیدھی چال چلتے رہے اور موقف میں بھی عرش کے داہنی طرف جدھر بہشت ہے کھڑے ہوئے اور اُسی طرف روانہ ہوئے اور اُن کے نامۂ اعمال بھی داہنے ہاتھ میں آئے وہ لوگ البتہ قید میں پھنسے ہوئے نہیں۔ بلکہ جنت کے باغوں میں آزاد ہیں۔ اور نہایت بے فکر اور فارغ البال ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے یا فرشتوں سے گنہگاروں کا حال پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کہاں گئے جو نظر نہیں پڑتے۔

(۳۲) اہل جنت کا اہل دوزخ سے سوال | یعنی جب سُنینگے کہ گنہگاروں کو دوزخ میں داخل کیا گیا ہے، تب اُن گنہگاروں کی طرف متوجہ ہو کر یہ سوال کرینگے کہ باوجود عقل و دانائی کے تم اس دوزخ کی آگ میں کیسے آپڑے۔

(۳۳) اہل جہنم کا جواب | یعنی نہ اللہ کا حق پہچانا نہ بندوں کی خبر لی۔ البتہ دوسرے لوگوں کی طرح حق کے خلاف بحثیں کرتے رہے اور بد صحبتوں میں رہ کر شکوک و شبہات کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم کو یقین نہ ہوا کہ انصاف کا دن بھی آنے والا ہے۔ ہمیشہ اس بات کو جھٹلایا کیے یہاں تک کہ موت کی گھڑی سر پر آن پہنچی اور آنکھوں سے دیکھ کر اُن باتوں کا یقین حاصل ہوا جن کی تکذیب کیا کرتے تھے۔

(۳۴) کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کریگا اور کریگا تو قبول نہ ہوگی۔

(۳۵) یعنی یہ مصیبتیں سامنے ہیں۔ مگر نصیحت سُن کر ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔

(۳۶) کفار جنگلی گدھوں کی طرح ہیں | یعنی حق کا شور وغل اور شیران خدا کی آوازیں سُن کر جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے جاتے ہیں۔

(۳۷) یعنی پیغمبر کی بات ماننا نہیں چاہتے۔ بلکہ اُن میں ہر شخص کی آرزو یہ ہے کہ خود اُس پر اللہ کے کھلے ہوئے صحیفے اُتریں اور پیغمبر بنایا جائے "حتّٰی نؤتٰی مثل ما اوتی رسل اللہ" (انعام۔ رکوع ۱۵) یا یہ کہ اُن میں سے ہر ایک کے پاس براہ راست ایک نوشتہ خدا کی طرف سے آئے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دیا گیا ہو "حتّٰی تنزل علینا کتٰبًا نقرءہ" (بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

(۳۸) یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نہ اُن میں لیاقت نہ اس کی ضرورت۔

(۳۹) کفار کی بیہودہ درخواستیں | یعنی یہ بیہودہ درخواستیں بھی کچھ اس لیے نہیں کہ ایسا کر دیا جائے تو واقعی مان جائیں گے بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے اس لیے حق کی طلب نہیں، اور یہ درخواستیں محض تعنت سے ہیں۔ اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری کر دی جائیں تب بھی اتباع نہ کریں۔ کما قال تعالٰی "ولو نزلنا علیک کتٰبًا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھٰذا الا سحر مبین" (انعام رکوع ۱)

(۴۰) یعنی ہر ایک کو الگ الگ کتاب دی جائے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک کتاب (قرآن کریم) ہی نصیحت کے لیے کافی ہے۔

(۴۱) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی (یہ کتاب) ایک پر اُتری تو کیا ہوا، کام تو سب کے آتی ہے۔

(۴۲) اور اللہ کا چاہنا نہ چاہنا سب حکمتوں پر مبنی ہے جن کا احاطہ کوئی بشر نہیں کر سکتا۔ وہی ہر شخص کی استعداد و لیاقت کو کماحقہ جانتا ہے۔ اور اُس کے موافق معاملہ کرتا ہے۔

(۴۳) تقویٰ مغفرت کا سبب ہے | یعنی آدمی کتنا ہی گناہ کرے۔ لیکن پھر جب تقوے کی راہ چلیگا اور اُس سے ڈرے گا، وہ اُس کے

سب گناہ بخش دیگا، اور اُس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ انس ابن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر بطور حاشیہ منہیہ کے، ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد نقل فرمائی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں "قال ربکم عزوجل انا اھل ان اتقی فلا یشرك بی شئ فاذا اتقانی العبد فانا اھل ان اغفرلہ" یعنی میں اس کے لائق ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ کسی کو کسی کام میں شریک نہ کرے، پھر جب بندہ مجھ سے ڈرا، (اور شرک سے پاک ہوا) تو میری شان یہ ہے کہ میں اُس کے گناہوں کو بخش دوں" حق تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہم کو توحید و ایمان پر ہمیشہ قائم رکھے اور اپنی مہربانی سے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آمین۔

تم سورۃ المدثر وللہ الحمد والمنہ

